اس وقت ایک طرف لادینی تہذیب اور نفیِٔ خدا پر مبنی فلسفوں کی علمبردار قوموں کی بڑی بڑی قوتیں اسلام کو اس بنا پر خطرناک سمجھتی ہیں کہ ماضی میں وہ ان کے عزائم بد کے لیے بہت مزاحم رہا ہے۔ حال کے لحاظ سے وہ آہستہ آہستہ ایک چیلنج بن کر ابھر رہا ہے۔ ان کے ماننے والوں میں نئی حرکت اور غلط افکار و اطوار کے لیے ایک نئی مزاحمت پائی جاتی ہے۔ ہر طرف کان کھڑے ہوگئے ہیں اور ناکوں کے نتھنے خطرے کی بو سونگھنے کے لیے پھڑک رہے ہیں۔ نگاہیں دوربینیں بن کر افق کے قریب کسی نئی قوت کو پیش قدمی کرتے دیکھ رہی ہیں ـــــ اس میں کچھ حقیقت بھی ہے، مگر زیادہ نفسیاتِ وہم وخوف۔

تیسری طرف کم سے کم ایک بات ان ممالک میں بھی شدت سے محسوس کی جانے لگی ہے کہ چاہے کچھ ہوجائے، یہ انوکھی اقلیت دوسری اقلیتوں کے بخلاف اکثریتی معاشرے میں ضم ہونے اور ہر قسم کے نظریوں اور حکومت کے نظاموں سے والہانہ ہم آہنگی کے لیے تیار نہیں ہے۔ لہٰذا مسلم اقلیتوں کو بھی سخت آزمائش درپیش ہے۔ کمال یہ ہے کہ ایسے حالات میں بھی ہاتھ پاؤں مارنے سے باز نہیں آتے۔ کم سے کم یہ ایک بڑی علامتِ ایمان ہر جگہ پائی جاتی ہے۔

آپ سابق انبیا علیہم السلام کے ادوارِ دعوت وکشمکش کو چھوڑ کر اگر صرف پیغمبر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سعی وجہد پر نظر ڈالیں تو دیکھیں گے کہ مخالفت ومزاحمت کے کئی ادوار یکے بعد دیگرے آئے ہیں۔ مکہ کا ابتدائی دورِ اذیت وتعذیب، پھر ہجرتِ حبشہ، ہجرتِ حبشہ کے بعد مزید ستم شعاریاں، شعبِ ابی طالب، سفرِ طائف کا کرب، قریش کا منصوبۂ قتل، پھر ہجرتِ مدینہ۔ ہجرت کے ساتھ ہی قریش کی طرف سے جنگوں کا سلسلہ۔ مگر انہیں طوفانی گردابوں سے نکل کر اسلام کی کشتی ساحلِ مراد کو پہنچی۔ حالات کی سنگینی کا درجۂ تکمیل تک جا پہنچنا بعض اوقات کامیابی کا اشارہ ہوتا ہے۔

ع مرد باید کہ ہراساں نہ شود

برطانیہ میں مسلمانوں کو جو حالات درپیش ہیں، ان کے سلسلے میں بڑا اہم مسئلہ تعلیم کا ہے۔ سرکاری سکولوں کی نصابی کتابوں میں بغیر اس کا لحاظ کیے کہ اب خاصی تعداد میں مسلمان بچے بھی داخل ہوتے ہیں، بعض تکلیف دہ باتیں شامل ہیں جن کو پڑھاتے ہوئے مسلمان بچوں کے ذہنوں کو ماؤف کیا جاتا ہے۔

مثالیں :-

— "لیکن بیسویں صدی کی ترقیات نے کئی نئی الجھنیں کھڑی کر دی ہیں۔ کسی شخص کا حیا۔ شادیاں کرنا، عورتوں کا نقاب پہننا، دن میں پانچ وقت کی نمازیں پڑھنا، ہم ہفتوں کے لیے روزے رکھنا، یہ ساری چیزیں اگلے وقتوں کی پُر سہولت زندگی میں کسی شخص کے لیے مناسب ہوسکتی تھیں۔ لیکن اب شہروں کی جدید زندگی میں کیسے شامل ہوسکتی ہیں"۔ (الیف، جی، ہیرڈ — ورلڈ ریلجین)

— "یہودیوں کے اسلام قبول نہ کرنے کے ردِّ عمل سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں غیظ و غضب کی لہر اُٹھی ہو مدینہ سے بہت سے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا اور کئی دوسروں کو قتل کر دیا گیا" (الیف، ما بیلے — مسلمز اینڈ اسلام)۔

— "پیغمبر علیہ السلام کا پیدائشی نام نعوذ باللہ (KOTHAN) تھا۔ (اس لفظ کا صحیح تلفظ معلوم نہیں کیا ہے۔ ایڈیٹر) اور ایک مریضانہ حالت رکھنے والے بچے کی حیثیت سے بحالیٔ صحت کے لیے انہیں قصبہ (مکہ) سے دُور بھیج دیا گیا تھا"۔ مزید لکھا ہے کہ "کعبہ ایک پتھر ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اُسے ابراہیم علیہ السلام مکہ میں لائے تھے"۔ (الیف۔ ایچ، ایم، میٹ لینڈ۔ وے ڈبلیوز تھرین ریلیجیز آف دی ورلڈ)۔

— مسلمانوں کو لٹیرا قرار دیا جانا (ڈک ورمنز — محمد اینڈ دی عرب امپائر)

یہ الگ بات ہے کہ کسی بھی شخص کو اپنے ذاتی اختلاف، عناد اور تعصب کو ظاہر کرنے کا حق ہے۔ مگر یہاں مسئلہ وسیع اور جبری تعلیم کا ہے (یعنی مختلف مذاہب کے بچے شریک ہیں)۔ کسی کو کیا حق ہے کہ وہ مسلمان بچوں کو اسلام کا غلط تصور دلائے اور اُسے دورِ حاضر میں ناقابل عمل قرار دے۔ آج انگریزی زبان میں انگلینڈ کا مطبوعہ بھی اور باہر سے جانے والا مستند انگریزی لٹریچر بھی بچوں کے لیے موجود ہے۔ علاوہ ازیں ایسے ادارات اور اہم اشخاص موجود ہیں جن سے نظر ثانی یا مشورت کا کام لیا جاسکتا ہے بلکہ صحیح تو یہ کہ مسلمانوں کے معتمد علیہ عالمی مصنفین سے درخواست کی جائے کہ وہ اسلام کے متعلق مضامین لکھ کر دیں۔

یہ مسئلہ ڈاکٹر غلام سرور صاحب ڈائریکٹر مسلم ایجوکیشنل ٹرسٹ نے اُٹھایا ہے اور ٹرسٹ کئی اداروں کا نمائندہ ہے۔ اس سلسلے میں مختلف کوششیں جاری ہیں۔

برطانیہ میں مسلمانوں کے لیے دوسری مصیبت یہ درپیش ہے کہ فارم اینیمل ویلفیئر کونسل نے حکومت کے سامنے یہ مطالبہ رکھا ہے کہ جانوروں کے یہودی اور اسلامی طریق ذبیحہ کو ظالمانہ ہونے کی وجہ سے ۳ سال کے اندر اندر ممنوع ٹھہرایا جائے اور ایکٹ ۱۹۷۴ء میں جو گنجائش دی گئی تھی وہ واپس لی جائے۔

قیاس کیا جاتا ہے کہ یہودیوں کے لیے کوئی راستہ بن جائے گا لیکن چھری صرف مسلمانوں کے حلقوم پہ چلے گی۔ مسلمانوں کی طرف سے نہ صرف اعتراض کا نظریاتی اور سائنٹیفک جواب دیا جارہا ہے بلکہ مختلف تنظیمیں مخالف ذبیحہ مطالبے کے خلاف آواز اٹھا رہی ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ اگر ہم باہر سے حلال گوشت درآمد کریں تو مہنگا پڑے گا۔ لے دے کے آخری راستہ یہ رہ جاتا ہے کہ مسلمان سبزی خور بن کر رہیں۔ غضب ہے کہ وہاں کا مرغوب سؤر کا گوشت تو مسلمان ملکوں تک ہر جگہ موجود، اور مسلمانوں کے مطلوبہ حلال گوشت کو نایاب بنانے کا منصوبہ!

ایک نئی مصیبت یہ شروع ہوئی کہ مسلمانوں کے گھر جلائے جا رہے ہیں۔ پہلے ان کے درودیوار پہ نازی جرمنی کا سواستیکا کا نشان بنا دیا جاتا ہے، پھر کسی مناسب موقع پہ آگ دکھا دی جاتی ہے۔ متعدد واقعات ایسے ہو چکے ہیں کہ زندہ افراد، عورتیں اور بچے جل گئے۔ قوم پرست پولیس نہ کوئی تحفظ فراہم کر سکتی ہے، نہ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچاتی ہے۔ آج کل کے شاندار معاشروں کی تعلیم و تہذیب میں یہ ہے مسلکِ تعصب کا دخل۔

ایسے ہی ایک خانہ سوختہ بھائی نے اپنا قصہ لکھنے کے ساتھ ساتھ اس دردناک مصیبت سے پردہ اٹھایا ہے کہ برطانوی ذرائع ابلاغ ــــ تمام اخبارات اور ریڈیو، ٹی۔وی، خود جناب "بی بی سی" صاحب ــــ سب کے سب مسلمانوں کی کسی مصیبت و شکایت کی رپورٹ سامنے لانے پر تیار نہیں۔ خطوط تک نہیں چھاپتے۔ دس ہزار مسلمانوں کا مظاہرہ غائب، مگر ۳ سو افراد کا ترکی کے خلاف مظاہرہ ریڈیو، ٹیلی وژن ہر جگہ موجود۔ یہاں پھر وہی تعصب ہے۔ آخر جس فلسفے اور علم اور تمدن نے ذرائع ابلاغ کے اعلیٰ داعیوں کو اس لعنت میں مبتلا کیا ہے۔ اس کو سوائے کرشمۂ طاغوت کے اور کیا کہا جائے۔ برطانیہ اور سارا مغرب مل کر بھی انسان کو انسان نہیں بنا سکا۔ بلکہ مشرق میں جو انسانی قدریں کام کر رہی ہیں۔ جدید مغرب کی طرف سے ان کو بھی ملیامیٹ کرنے کی مہم چل رہی ہے۔ اور اس مہم کے اثرات بہت نمایاں ہیں۔